لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الاتباعی ؟

سوال: لوکان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الاتباعی. (الیواقیت جلد2 صفحہ22) تفسیر ابن کثیر اور شرح فقہ اکبر مصری نسخہ میں یہ روایت موجود ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

جواب: یہ غلط اور مردود قول ہے۔ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔ آج تک کوئی احمدی اس کی سند پیش نہیں کر سکا۔ جن تینوں کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کوئی بھی حدیث کی کتاب نہیں۔ یہ حدیثیں دوسروں سے روایت کرتے ہیں اگر یہ حدیث ہوتی تو کسی حدیث کی کتاب میں موجود ہوتی۔

1......ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ باسند روایت کرتے ہیں مگر انھوں نے بھی اس کو بے سند لکھا ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بااسناد صحیحہ متعدد مقامات پر احادیث صحیحہ و نصوص قطعیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اس بے سند روایت کو نقل کرتے ہوئے ان سے سہو ہوا ہے۔

2......الیواقیت نے......فتوحات مکیہ......کا حوالہ دیا ہے اب اگر احمدیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہے تو فیصلہ آسان ہے......کہ الیواقیت......نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس کو دیکھ لینا چاہیے۔ سو......فتوحات مکیہ......میں لوکان موسیٰ حیاً ہے۔......یہ دلیل ہے اس امر کی کہ......الیواقیت......میں سہو کاتب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آ گیا ہے۔

3......اسی طرح شرح فقہ اکبر کے......صرف مصری نسخہ میں......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ ہند و پاک اور دیگر دنیا بھر کے......شرح فقہ اکبر کے نسخوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں۔

☆ اسی شرح فقہ اکبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے جو دلیل ہے اس امر کی، کہ اس نسخہ میں غلطی اور سہو کاتب سے عیسیٰ علیہ السلام کا نام آ گیا ہے۔

☆ شرح فقہ اکبر کی اس روایت کا بھی......اگر احمدیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہو......تو آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے......اس لیے کہ......شرح فقہ اکبر......میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ......

مصری نسخہ کے مطابق لوکان عیسیٰ حیًا لما وسعہ الا اتباعی و بینت وجہ ذالک عند قولہ فاذاخذ اللّٰہ فی شرح شفاء. لوکان عیسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی......کی تشریح ہم نے......فاذ اخذ اللہ کی بحث میں......شرح شفاء......کر دی ہے۔ (فقہ اکبر صفحہ 99 مصری طبع)

اب......شرح شفاء......کو دیکھ لیتے ہیں کہ......اس میں کیا ہے تو......

شرح شفاء جلد اوّل فصل 7 میں آیت اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین کے تحت لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تورات پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ لوکان موسٰی حیا ما وسعہ الا اتباعی (شرح شفاء جلد 1 صفحہ 115 طبع بیروت) تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ مصری نسخہ فقہ اکبر میں لوکان موسیٰ کی جگہ غلطی اور سہو کاتب سے عیسیٰ لکھا گیا ہے۔

اب ذیل میں حضرت ملا علی قاری کی تصریحات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ملاحظہ ہوں۔

1......موضوعات کبیر (جس میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹی احادیث اکٹھی کیں) جو 1289ھ میں طبع ہوئی تھی......حدیث لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیا. پر بحث کرتے ہوئے اس حدیث پر ختم کرتے ہیں۔ لوکان موسٰی حیا لما وسعہ الا اتباعی. (صفحہ 67)

2......مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر ج1 ص251 میں تحریر فرماتے ہیں۔ لوکان موسیٰ حیاً.

3......فینزل عیسٰی ابن مریم من السماء. (مرقاۃ جلد 5 صفحہ 160 مطبوعہ مصر)

4......نزول عیسٰی من السماء. (فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ 92 طبع 1323ھ مطبع مجیدی کانپور 1345ھ)

خلاصہ بحث:

اسی طرح تفسیر ابن کثیر......الیواقیت......فتوحات مکیہ......کے لکھنے والے تمام حضرات کا اس متذکرہ کتب میں صراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر کرنا......اور احمدیوں کا اسے تسلیم نہ کرنا......اور بے سند مردود قول سے استدلال کرنا......یہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ......صرف اعتراض برائے اعتراض برائے مغالطہ و برائے شبہ......ان کا مقصد ہے......اگر دیانت نام کی کوئی چیز ان میں ہوتی......تو وہ اس کو پیش نہ کرتے۔

جواب......2 اب اصل واقعہ کو ملاحظہ فرمائیں جس سے تمام استدلال کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

ایک دن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے......انھیں کہیں سے تورات کے چند اوراق ملے تھے......انھوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا تذکرہ کیا......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منشاء معلوم ہونے سے قبل......ان کی تلاوت شروع فرما دی......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک پر یہ گراں گزرا......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو رمز شناس نبوت تھے......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کا تاثر معلوم کر کے......فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹوکا......فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تجھے تیری ماں روئے......کیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ناراضگی کا اندازہ نہیں کرتا......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کے اوراق کی تلاوت بند کر دی......اور فوراً کہا......رضیت باللّٰہ ربا وبالاسلام دینا و بمحمد نبیا......اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا......عمر رضی اللہ عنہ......لوکان موسٰی حیًا لما وسعہ الا اتباعی.

......تورات کی بات نہیں......آج اگر صاحب تورات......حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے......تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر......چارہ کار نہ ہوتا۔

(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ 30 باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

جواب......3 اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو یہ احمدی حضرات کے بھی خلاف پڑتی ہے۔ چونکہ اس حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی ثابت ہوتی ہے حالانکہ مرزا غلام احمد صاحب موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا قائل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ......

1......''یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مُردوں میں سے نہیں۔'' (نور الحق صفحہ 69,68 روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 69,68)

مرزا صاحب مزید فرماتے ہیں کہ......

2......''بل حیاۃ کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرہ فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ عزوجل فلا تکن فی مریۃ من لقائہ؟ وانت تعلم ان ھذہ الایۃ نزلت فی موسی فھی دلیل صریح علی حیاۃ موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل ھذہ الایات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شتی''

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 56,55 روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 222,221)

ترجمہ: ''بلکہ حیات کلیم اللہ (موسیٰ علیہ السلام) نص قرآن کریم سے ثابت ہے......کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا......اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم شک نہ کریں ان کی ملاقات سے......یہ آیت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی......یہ آیت دلیل صریح ہے موسیٰ علیہ السلام کی حیات پر......اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......کی موسیٰ علیہ السلام سے (معراج میں) ملاقات ہوئی......اور (اگر موسیٰ علیہ اسلام فوت شدہ ہوتے تو)......مردے زندوں سے نہیں ملا کرتے......ایسی آیات تو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں......بلکہ مختلف مقامات پر ان کی وفات کا ذکر ہے۔''

عمرِ مسیح علیہ السلام پر اختلاف ؟

سوال: حضرت عیسٰی علیہ السلام کی عمراز روئے احادیث؟عن عائشة رضی اللہ عنھا ! ان عیسی ابن مریم عاش عشرین ومائة سنة. یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک سوبیس برس تک زندہ رہے۔یہاں عاش ماضی کا صیغہ ہے،جس سے معلوم ہوا ہے کہ ایک سوبیس سال کے بعدان کا انتقال ہوگیا تھا۔

جواب......1: احمدی اپنی تلبیس کی عادت قدیمہ پر عمل کرتے ہوئے یہ حدیث پوری نقل نہیں کرتے کیونکہ اگر پوری نقل کریں توان کا سارا پول کھل جائے۔

حدیث کی ابتداء یوں ہے......

انه لم یکن نبی کان بعده نبی الا عاش نصف عمر الذی کان قبله،وان عیسی ابن مریم عاش عشرین ومائة ......

(کنزالعمال صفحہ نمبر479حدیث نمبر32262)

''ہر بعد میں آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کی آدھی عمر پاتا ہے اور بیشک عیسٰی ابن مریم (علیہ السلام) نے ایک سوبیس سال عمر پائی''

اصل بات یہ ہے کہ حدیث عقلاً ودرایۃً بھی اس قابل نہیں کہ اس کی طرف ادنٰی سا بھی غور کیا جائے کیونکہ اس روایت کے شروع میں یہ مضمون بھی ہے کہ ہر آنے والا نبی اپنے پہلے نبی کی آدھی عمر پاتا ہے۔

اب اگر اسے صحیح مان کر حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اوپر کے دس بیس انبیاء کی عمریں شمار کی جائیں تو ان کی عمریں ہزاروں لاکھوں برسوں سے تجاوز کر جائیں گی اور حضرت آدم علیہ السلام کی عمر تو اتنی لمبی ہوجائے گی کہ موجودہ زمانہ کے سارے کیلکو لیٹر اور کمپیوٹر اسے شمار کرنے سے عاجز آئیں گے۔

اگر حساب کیا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوپر بیسویں نبی کی عمر 6 کروڑ 29 لاکھ 14 ہزار 560 سال بنتی ہے۔ حالانکہ خود قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر 950 برس بتائی گئی ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بہت پہلے کے رسول ہیں۔

لہٰذا جب روایت کا پہلا جز ہی ناقابل اعتبار ٹھہرا تو دوسرے جز پر کیسے اعتماد کیا جاسکے گا؟

جواب......2: اگر حدیث کا پہلا جز درست ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے سے آدھی عمر پاتا ہے تو اس کی رو سے......مرزا صاحب بالکل جھوٹے......ثابت ہوتے ہیں......کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر 63 سال ہے۔اور چونکہ احمدی حضرات مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اس لئے اس حدیث کے لحاظ سے ان کی عمر 31،32 سال ہونی چاہیے حالانکہ اس کی عمر 70 سال کے لگ بھگ ہے۔

جواب......3: یہ حدیث ابن لہیعہ کے واسطے سے مروی ہے جو محدثین کے نزدیک بالاتفاق مردود اور ناقابل اعتبار راوی ہے۔اس لئے روایات صحیحہ کی موجودگی میں یہ روایت بالکل ناقابل قبول ہے۔

جواب......4: اگر بالفرض اس حدیث کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو دیگر احادیث متواترہ کو سامنے رکھ کر حدیث کی اس طرح تطبیق دی جائے گی کہ وہ نصوص کے مخالف نہ ہو، چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تطبیق اس طرح دینے کی کوشش کی ہے کہ نبوت سے قبل 40 سال۔ نبوت کے بعد 33 سال اور قیامت کے قریب نازل ہونے کے بعد 45 سال اس طرح کل 118 سال ہوئے۔ حدیث میں کسر کو پورا کر کے 120 سال کہہ دیا گیا ہے اور جس حدیث میں نزول کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کے صرف 7 سال زندہ رہنے کی بات ہے وہ قتل دجال کے بعد 7 سال تک زندہ رہنے پر محمول کی جائے گی۔

تمام روئے زمین کے لوگ سو سال میں مر جائیں گے ؟

سوال : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سو سال تک تمام جاندار مر جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو گے؟

جواب : اصل بات یہ ہے کہ احمدی مذہب سراپا خیانت وفریب ہے۔۔۔۔۔مرزا صاحب کی بھی یہی عادت تھی کہ۔۔۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث۔۔۔۔۔اپنے مطلب کو نقل کرتے۔۔۔۔۔مگر جو فقرہ اپنی نفسانیت کے خلاف ہوتا۔۔۔۔۔اس کو چھوڑ دیتے۔

چنانچہ۔۔۔۔۔کنز العمال کی ایک حدیث لکھتے ہیں۔۔۔۔۔مگر اس میں لفظ۔۔۔۔۔"من السماء"۔۔۔۔۔جان بوجھ کر درمیان سے حذف کر دیا ہے۔

مرزا صاحب کے تحریف شدہ حدیث کے الفاظ۔۔۔۔۔

و فی حدیث ابن عباس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علی جبل افیق اماما هادیا حکما عدلا

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 86، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 312)

اصل حدیث کے الفاظ۔۔۔۔۔

و فی حدیث ابن عباس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم۔۔۔۔۔ من السماء۔۔۔۔۔علی جبل افیق اماماً هادیا وحکماًمقسطاً

(کنز العمال جلد 14 صفحہ 619 حدیث نمبر 39726)

یہی چالاکی احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف۔۔۔۔۔نے بھی کی ہے۔ حدیث سے۔۔۔۔۔"علی الارض"۔۔۔۔۔کے الفاظ حذف کر کے۔۔۔۔۔غلط حدیث اور غلط ترجمہ۔۔۔۔۔اس طرح لکھا ہے۔

مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے۔۔۔۔۔تحریف شدہ۔۔۔۔۔حدیث کے الفاظ۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔غلط ترجمہ۔۔۔۔۔

"ما۔۔۔۔۔من منفوسة فی الیوم یاتی علیها مائة سنة وهی یومئذ حیة"

ترجمہ: "آج کوئی جاندار۔۔۔۔۔ایسا نہیں کہ اس پر 100 سال آوے اور وہ فوت نہ ہو بلکہ زندہ ہو یعنی سو سال کے اندر ہر جاندار انسان جانور وغیرہ مر جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔"

(احمدیہ پاکٹ بک صفحہ 202)

اصل حدیث کے الفاظ۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔درست ترجمہ۔۔۔۔۔

مسلم کی حدیث کے درست الفاظ اور درست ترجمہ اس طرح ہے۔ (اس حدیث کو مرزا صاحب نے بھی لکھا حوالہ نیچے آ رہا ہے)

"ما علی الارض من منفوسة فی الیوم یاتی علیها مائة سنة وهی یومئذ حیة"

ترجمہ: "آج جتنے لوگ زمین پر۔۔۔۔۔موجود ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔"

اور صحیح ترجمہ: "زمین پر آج کے لوگوں"۔۔۔۔۔کی بجائے۔۔۔۔۔غلط ترجمہ "آج کوئی جاندار"۔۔۔۔۔کر کے مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اگر یہی ترجمہ صحیح ہے جو کیا گیا ہے۔۔۔۔۔تو پھر ہر جاندار میں تو۔۔۔۔۔

1۔۔۔۔۔جناب موسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں (جیسا کہ مرزا صاحب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر حیات کے قائل ہیں) اور

2۔۔۔۔۔ملائکہ بھی شامل ہیں۔

کیا یہ سب کے سب سو سال کے اندر فوت ہو گئے تھے؟

جس دلیل سے آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔۔۔۔۔اور ملائکہ۔۔۔۔۔کو بچاؤ گے وہی دلیل ہماری طرف سے۔۔۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔

ملاحظہ فرمایئے: حدیث کے درست الفاظ اور درست ترجمہ خود مرزا صاحب کے قلم سے جو۔۔۔۔۔احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف۔۔۔۔۔کے جھوٹ کا پول کھول رہا ہے۔

"۔۔۔۔۔ما علی الارض من نفس منفوسة یاتی علیها مائة سنة وهی حیة یومئذ (رواہ مسلم) یعنی روایت ہے جابر سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے مہینہ بھر پہلے اپنی وفات سے جو تکمیل مقاصد دین اور اظہار بقایا اسرار کا وقت تھا کہ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ قیامت کب آئے گی اور بجز خدائے تعالیٰ کے کسی کو اس کا علم نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کے روئے زمین۔۔۔۔۔پر کوئی ایسا نفس نہیں جو پیدا ہو گیا ہو اور موجود ہو پھر آج سے سو برس اس پر گزرے اور وہ زندہ رہے"۔

(ازالہ اوہام صفحہ 481، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 358)

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس۔۔۔۔۔روئے زمین۔۔۔۔۔پر زندہ نہیں لہٰذا ان کی وفات ثابت نہیں ہوتی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو حلیے؟

سوال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے مسیح اور آنے والے مسیح علیہ السلام کا رنگ، حلیہ قد علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے۔لہذا عیسیٰ علیہ السلام 2 ہیں۔

جواب: اس طرح سے اگر دو عیسیٰ ہو جاتے ہیں......تو دو موسیٰ بھی ماننا ہوں گے......کیونکہ ایسا ہی اختلاف سراپا موسیٰ میں بھی اسی حدیث میں مذکور ہے

☆ مُوْسٰی رَجُلاً اٰدَمَ طِوَالاً جَعْدَ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلاً مَرْفُوْعًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَاْ لْبَیَاضِ سَبَطَ الرَّأْسِ ۔ (بخاری جلد 1 صفحہ 459)

حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ قد لمبا، گھونگھرالے بال والے تھے جیسے یمن کے قبیلہ شنوءہ کے لوگ اور عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد سرخ وسفید رنگ، سیدھے بال والے

☆ اورکتاب الانبیاء میں ہے۔لقیت موسی قال فنعتہ فاذا رجل حسبتہ قال مضطرب رجل الراس کانہ من رجال شنوئۃ قال ولقیت عیسی فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ربعۃ احمر......

(بخاری جلد 1 صفحہ 489 باب واذکر فی الکتاب مریم)

موسیٰ علیہ السلام دبلے سیدھے بال والے تھے جیسے شنوءہ کے لوگ اور عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد سرخ رنگ کے گھونگھرالے بال والے۔

پہلی حدیث میں موسیٰ علیہ السلام گھونگھرالے بال والے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام سیدھے بال والے۔دوسری حدیث میں موسیٰ علیہ السلام سیدھے بال والے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام گھونگھرالے بال والے۔

پس اگر عیسیٰ علیہ السلام دو ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہوئے۔



مزید ملاحظہ فرمائیں:

وَاَمَّا عِیْسٰی وَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِیْضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوْسٰی فَاٰدَمُ جَسِیْمٌ سَبط کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ الزُّطِّ (بخاری ایضاً)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سرخ، بال گھونگھرالے اور سینہ چوڑا ہے لیکن موسیٰ علیہ السلام کا رنگ گندمی ہے۔موٹے بدن کے سیدھے بال والے جیسے جاٹ لوگ ہوتے ہیں۔

پہلی حدیث کے موسیٰ علیہ السلام دبلے پتلے شنوءہ والوں کی طرح تھے اور اس حدیث کے موسیٰ علیہ السلام، موٹے بدن کے جاٹوں کی طرح ہیں۔

پہلی حدیث کے عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سفید سرخی مائل ہے۔دوسری اور تیسری حدیث کے عیسیٰ کا رنگ بالکل سرخ۔

اگر اس بناء پر جب دو عیسیٰ علیہ السلام ہو سکتے ہیں ایک پہلا اور ایک ہونے والا تو موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں؟

معاذ اللہ۔



ورنہ حقیقت میں نہ موسیٰ علیہ السلام کے حلیے میں اختلاف ہے۔نہ عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ وحلیہ میں جس سے کہ دو ہستیاں سمجھی جاسکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے بیان میں لفظ جعد کے معنی گھونگھرالے بال کے نہیں بلکہ گٹھیلے بدن کے ہیں۔

مَعْنَاہُ شَدِیْدُ الْاَسْرِ وَالْخَلْقِ نَاقَۃٌ تَجْعَدَۃٌ اَیْ مُجْتَمِعَۃُ الْخَلْقِ شَدِیْدَۃٌ۔

یعنی جعد کے معنی جوڑ وبند کا سخت ہونا جعدہ اونٹنی مضبوط جوڑ بند والی۔

مجمع البحار میں ہے اَمَّا مُوْسٰی فَجَعْدٌ اَرَادَ جُعُوْدَۃَ الْجِسْمِ وَھُوَ اِجْتِمَاعُہٗ وَاکْتِنَازُہٗ لاضد سُبُوْطَۃُ الشِّعْرِ لِاَنَّہٗ رُوِیَ اَنَّہٗ رِجْلُ الشِّعْرِ وَکَذَا فِیْ وَصْفِ عِیْسٰی

(نہایہ ابن اثیر جلد 1 صفحہ 196 کذا فی فتح الباری صفحہ 276 پ 13 ونووی شرح مسلم صفحہ 94 جلد 1)

یعنی حدیث میں موسیٰ وعیسیٰ کے لیے جو لفظ جعد آیا ہے اس کے معنی بدن کا گٹھیلا ہونا ہے۔نہ بالوں کا گھونگھرالے ہونا کیونکہ ان کے بالوں کا سیدھا ہونا ثابت ہے۔اسی طرح لفظ ضربٌ اور جسیم میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ضرب بمعنی نحیف البدن اور جسیم بمعنی طویل البدن۔

قال القاضی عیاض المراد با الجسیم فی صفۃ موسی الزیادہ فی الطول (فتح الباری انصاری صفحہ 276 پ 3)

یعنی صفت موسیٰ میں لفظ جسیم کے معنی لمبائی میں زیادتی ہے۔

اسی طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں بھی اختلاف نہیں ہے۔لفظ احمر کا صحابی راوی نے سخت انکار کیا ہے۔چنانچہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔عَنِ ابْنِ عُمَرٌ قَالَ لَا وَاللّٰہِ مَاقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعیسٰی اَحْمَرَ (بخاری جلد 1 صفحہ 489)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں احمر (یعنی سرخ رنگ) کبھی نہیں فرمایا۔پس پہلا رنگ برقرار رہا یعنی سفید رنگ سرخی مائل لہٰذا رنگ وحلیہ کا اختلاف حضرت موسیٰ علیہ وعیسیٰ علیہ السلام سے مدفوع ہے اور حقیقت میں جیسے موسیٰ علیہ السلام ایک تھے عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک ہی ہیں۔